سوال

(111) علمی حیثیت یا دین وتقویٰ کی وجہ سے عزت پانا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک آدمی دور سے کسی آدمی پر گولی چلاتا ہے یا اس پر کسی مہلک ہتھیار سے حملہ کرنا چاہتا ہے ایک دوسرا آدمی جو اس آدمی (جس پر وار ہوا) چاہتا ہے ۔کہ اس کی علمی حیثیت یا دین وتقویٰ کی وجہ سے بہت عزت کرتا ہے ۔ اس دشمن کے وار کے سامنےاپنے آپ کو کردیتا ہے تاکہ اس کا وار اس پر ہو اور وہ محترم ہستی بچ جائے ۔آیا یہ شرعاً جائز ہے یا یہ خودکشی کے تحت آجاتا ہے ۔زید کہتا ہے کہ یہ جائز ہے ۔کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہوجاتے تھے تاکہ کفار کے حملے ان پر ہوں تو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محفوظ رہے ۔ایسے واقعات احادیث صحیحہ میں موجود ہیں ۔لیکن عمرو کہتا ہے کہ یہ معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص تھا ۔کیونکہ یہ محض اعلاء کلمۃ اللہ اور اللہ کی راہ میں اپنے آپ کو شہادت کے لئے پیش کرنا تھا ۔ دوسروں کے لئے ایسا کرنا اس میں نہیں آتا ۔ لہذا یہ خودکشی ہوگی ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کسی بھی ذی وقار شخصیت صاحب ورع وتقویٰ اور بالخصوص عالم فاضل ذی شان کی جان کو درپیش ناحق قتل سے نجات دلانے کی خاطر دوسرے آدمی کا اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا بظاہر جائز معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعض روایات میں وارد ہے ۔کہ جو شخص اپنے مال یا اہل وعیال وغیرہ کی عزت وآبرو کی خاطر مرگیا تو وہ شہید ہے اصل الفاظ ملاحظہ فرمائیں :

«من قتل دون مالہ فھو شھید» (۱)

(متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ ص305)

«من قتل دون دینہ فھو شھید ومن قتل دون دمہ فھو شھید ومن قتل دون مالہ فھو شھید ومن قتل دون اہلہ فھو شھید» (2)

(رواہ الترمذی وابوداؤدوالنسائی بحوالہ مشکوٰۃ :306)

جب دنیا کے حقیر مال ومتاع وغیرہ کی خاطر جان قربان کرنے والا شخص بلند مرتبہ شہادت پر فائز ہوجاتا ہے بندہ مومن مسلمان کی شان تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے اس کے موازنہ ومقابلہ میں دنیا ومافیھا اور خانہ کعبہ کی عظمت بھی کم تر ہی نظر آتی ہے ۔

مندرجہ بالا شخص بھی وہ جس کی عظمت ورفعت قعر سمندر میں موجود مخلوق بھی گن گا رہی ہے ۔اور قرآنی نوید ہے ۔

ان اوصاف کے حامل انسان کی جان کے بچاؤ کی خاطر ڈھال بن کر سامنے کھڑا ہونے والا مسلم بطریق اولیٰ اس مرتبہ ومقام کا استحقاق رکھتا ہے ۔

خودکشی تو ایک مایوسی کا عمل ہے ۔ جس میں رحمت الٰہی میں نااُمیدی اوریآس کا اظہار ہوتا ہے ۔ اہل اصول کہتے ہیں :

''من تعجل بشئ قبل اوانہ عوقب بحرمانہ''

یعنی ''جو قبل ازوقت کسی شی کے حصول کے لئے کوشاں ہوتا ہے اس کا نتیجہ محرومی ہے ۔''

جب کہ یہاں زیر بحث مسئلہ میں عزم بالجہاد کارفرما ہے ۔ جو مسابقت کا درس دیتا ہے ۔ یہی وہ جزبہ صادقہ تھا جس کی بناء پر شمع رسالت کے پروانوں نے بسلسلہ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ مثالیں قائم کیں ۔ جو تاریخ کا سنہری باب ہے ۔ ان قربانیوں کو خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دینا درست نہیں ۔ کیونکہ اسلامی تعلیمات میں اصل عموم ہے ۔ دعویٰ بلادلیل حجت واستناد قابل قبول نہ ہوگا ۔ جب کہ بعد میں جنگ جمل میں بھی ایسے نمونوں کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے ۔ ملاحظہ ہو : (البدایۃ والنھایۃ)

اس لئے بلاتردد کہا جاسکتا ہے ۔ کہ فعل ہذا قابل پیروی اور اسلام کے امتیازات میں سے ہے ۔ جس پر عمل پیرا ہونے والا عظیم اجر وثواب کا مستحق ٹھرے گا ۔

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص290

محدث فتویٰ